پڑوسی، گمان تھا کہ جائداد کا وارث بنادیا جائے گا

جب کبھی پھل وغیرہ گھر میں لائیں تو اس میں سے پڑوسی کو بھی کچھ بھیج دیں اور اگر نہ بھیج سکیں تو چھلکے ان کے سامنے نہ پھینکے جائیں

سورہ النساء آیت 36 میں اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد کا ترتیب وار ذکر فرمایا ہے:

''اور اللہ کی بندگی کرو، کسی کے ساتھ اس کو شریک مت کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو، رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی، راہ گیر اور اپنے باندی اور غلام سے اچھا برتاؤ کرو۔''

آیتِ مبارکہ میں اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کریں۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

''جبرائیل مجھے برابر پڑوسی کے بارے میں تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اسے وارث ہی بنادیں گے۔'' **(بخاری و مسلم)**۔

اللہ اور رسول ﷺ کے ان ارشادات سے اندازہ ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کے باہم ایک دوسرے پر حقوق ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی کی ہر مسلمان کو ضرور فکر کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ ہمیشہ اپنے ساتھیوں کو اس بات کی تلقین کیا کرتے تھے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھیں۔ حضرت ابوذرؓ کو آپ ﷺ نے وصیت کی کہ جب گھر میں سالن وغیرہ پکائیں تو اس میں شوربہ زیادہ رکھ لیں تاکہ پڑوسی کو بھی بھیج سکیں **(مسلم)**۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی مسلمان عورت اپنی پڑوسن کیلئے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ بکری کا کُھر ہی تحفے میں بھیج دے **(بخاری و مسلم)**۔

خیر القرون کے معاشرے ان تعلیمات پر عمل پیرا تھے اور مسلمان سوسائٹی میں کوئی بھوکا ننگا نہیں رہتا تھا۔ سب ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے۔ آج ہر طرف چھینا جھپٹی کا منظر ہے۔ اپنا لقمہ دوسرے کے منہ میں ڈالنے کے بجائے دوسروں کے ہاتھ سے لقمہ چھین کر خود کھانا چاہتے ہیں۔ بخل اور کنجوسی نے ہر شخص کو خود غرض، لالچی اور نفس پرست بنا دیا ہے۔ ہماری تاریخ تو ایسی سنہری مثالوں سے بھری پڑی ہے جہاں عالمِ نزع میں بھی پڑوسی کو اپنی ذات پر ترجیح دی جاتی ہے۔ جنگِ یرموک کا مشہور واقعہ ہے۔ ایک صحابی اپنے زخمی بھائی کیلئے پانی لائے، اس کے قریب پہنچے تو دوسرے کی آواز آئی: پیاس۔ زخمی بھائی نے اشارہ کیا کہ پانی اس تک پہنچاؤ۔ اس تک پہنچے تو آگے سے کسی اور نے آواز لگائی: پیاس۔ الغرض 5 یا 7 افراد نے حالتِ نزع میں خود پانی پینے کے بجائے اپنے پڑوسی مسلمان کو اپنی ذات پر ترجیح دی اور سب نے اس حال میں جان، جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی ایسی اخوت کی مثال بننے کی توفیق دے، آمین۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا دعویٰ ہو، اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا حق ادا کرے۔ ہمسائے کے حقوق میں درج ذیل باتوں کا ہر ایک کو خیال رکھنا چاہیے:

* پڑوسی مدد کا محتاج ہو تو اس کی مدد کی جائے * قرض طلب کرے تو اسے قرض دیا جائے * بیمار ہو تو اس کی عیادت کی جائے * اگر

محتاج ہوتو اس کے علاج معالجے کا بھی انتظام کیا جائے *اس کے غم اور خوشی میں اس کا ساتھ دیا جائے *اگر وہ کھانے کی دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کی جائے *اپنے گھر کی دیوار کو اتنا اونچا نہ کیا جائے کہ اس کی تکلیف کا باعث بنے۔

نبی کریم ﷺ نے ہدایت کی ہے کہ اپنے پڑوسی کو اپنی چھت یا دیوار پر لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرو۔ کسی ایسی جگہ درخت نہ لگایا جائے جو پڑوسی کی تکلیف کا باعث بنے حتیٰ کہ اپنے باورچی خانے کے دھوئیں سے بھی اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دی جائے۔

جب کبھی پھل وغیرہ گھر میں لائیں تو اس میں سے پڑوسی کو بھی کچھ بھیج دیں اور اگر نہ بھیج سکیں تو اس کے چھلکے وغیرہ سامنے نہ پھینکے جائیں مبادا پڑوسی کے بچے وہ دیکھ کر اس سے بھی پھل کا مطالبہ کریں اور وہ اسے پورا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ اس طرح یہ بات اس کیلئے تکلیف کا باعث بنے گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم وہ مومن نہیں بن سکتا (3 مرتبہ فرمایا)۔''

عرض کیا گیا کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے خائف رہتے ہوں۔'' **(بخاری و مسلم)**۔

دوسری روایت میں ہے: وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جس نے رات پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور اس کا پڑوسی بھوکا سویا رہا **(مشکوٰۃ)**۔

پڑوسی کی عورت سے زنا 10 عورتوں سے زنا سے زیادہ حرام ہے اور پڑوسی کے گھر میں چوری 10 گھروں میں چوری سے بڑا گناہ ہے۔ آج کل بدقسمتی سے اکثر پڑوسی ایک دوسرے سے دست و گریباں رہتے ہیں۔ کبھی زمین اور درخت کی وجہ سے اختلافات اور کبھی پانی پر لڑائی جھگڑا، کبھی ایک دوسرے کے کتے بلی لڑائی کا باعث بن جاتے ہیں اور کبھی مرغیوں اور جانوروں کی مداخلت باعثِ نزاع بن جاتی ہے۔ گاؤں دیہات میں درخت اور گھاس وغیرہ بھی اختلاف کا باعث بن جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ایسی جگہ درخت لگا دیتے ہیں جو بڑا ہو کر نزاع کا باعث بن جاتا ہے۔ ایک کہتا ہے یہ میری طرف ہے، دوسرا کہتا ہے یہ میری طرف ہے۔ ہر ایک مسلمان کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ اس کے عمل سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے اور ہمیشہ خوشیاں اور مسرتیں بانٹنا مسلمان کا شیوہ ہونا چاہیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہمارا حق کھائے یا ہمیں ایذا پہنچائے تو پھر ہم کیوں کسی کو تکلیف دیں یا کسی کا حق ماریں۔ پڑوسی اور ہمسائیگی کی حدود کیا ہیں؟ مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔ کسی نے کہا 40 گھر تک پڑوس ہوتا ہے، کسی نے کہا ایک مسجد میں نماز ادا کرنے والے ایک دوسرے کے پڑوسی کہلاتے ہیں اور کسی نے کہا جہاں تک آواز پہنچتی ہے وہاں تک پڑوس ہوتا ہے۔

صحابہ کرام کے دور میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ کسی نے اپنے پڑوسی کو کوئی چیز ہدیہ کی اور وہ 40 گھروں سے ہو کر واپس صدقہ کرنے والے کے پاس آجاتی۔ سبحان اللہ کیسے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی خدمت کا ایسا جذبہ رکھتے تھے۔ بہترین انسان وہ ہے جس

کی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ہم میں سے ہر ایک کو اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے کہ وہ دوسروں کو کس قدر فائدہ پہنچا رہا ہے؟ اور کس قدر تکلیف کا باعث بن رہا ہے؟ ۔حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن جن دو آدمیوں کا مقدمہ سب سے پہلے اللہ کی عدالت میں پیش ہوگا وہ دو پڑوسی ہوں گے۔''

غلطی ہر کسی سے ہوتی ہے۔اختلاف اور نزاع کا پیدا ہونا بھی انسانی فطرت ہے لیکن صبر و برداشت کا مظاہرہ کرنا، ایک دوسرے کو معاف کر دینا اور نزاع ختم کرنے کیلیئے اپنے حق سے دستبردار ہو جانا، یہ بڑے نیکی کے کام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا:

''جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو اسے چاہیے کہ پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرے یا پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے اور اُس سے اگر کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔''

رحمۃ للعالمین ﷺ کی زندگی ہی ہمارے لئے اسوۂ کاملہ ہے۔آپ ﷺ کے پڑوسی آپ ﷺ کے صحن میں اکثر کوڑا کرکٹ پھینک دیتے تھے، آپ ﷺ نے کبھی بھی ان سے شکایت نہیں کی۔ایک یہودی کا بیٹا بیمار ہو گیا، آپ ﷺ اس کی عیادت کیلیئے تشریف لے گئے، وہ زندگی کے آخری مرحلے میں تھا۔ حضور ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، اس نے اپنے یہودی باپ کی طرف دیکھا، باپ نے اشارہ کیا کہ ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لو۔لڑکے نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ نبی ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا:

''اللہ نے اسے جہنم کی آگ سے بچا لیا ہے۔''

نبی ﷺ کے اس حسین طرزِ عمل کے نتیجے میں اسے ایمان کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہمارا مسلمان پڑوسی اگر ہمیں کوئی تکلیف دے تو ہم اِس سے بڑھ کر اُسے ایذا پہنچاتے ہیں اور انتقام لینے کے درپے ہوتے ہیں۔عفو درگزر، صبر و برداشت اور حلم و تحمل جیسی مومنانہ صفات ہماری زندگیوں میں ناپید ہوتی جا رہی ہیں جسکی وجہ سے ہمارا معاشرہ بے شمار مشکلات کا شکار ہے۔ ہر جگہ لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ اور مار دھاڑ کے مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ایک شعر میں ہمارے لئے کتنی زبردست رہنمائی ہے:

آؤ دوستو اِک کام کریں، اسوۂ محمد ﷺ عام کریں
جن چراغوں سے ہو روشنی، ان چراغوں کا اہتمام کریں